انسانی تربیت کی ضرورت

(افکار امام خمینیؒ کی روشنی میں)

سید رمیز الحسن موسوی[1]
srhm2000@yahoo.com

کلیدی کلمات: تربیت، انبیائے کرام، ایام طفولیت، نفس انسان

خلاصہ

انسان اللہ تعالی کی وہ حیرت انگیز مخلوق ہے جو الٰہی کمالات وصفات سے متصف ہے۔ یہ کمالات بغیر تربیت کے نکھر نہیں سکتے۔ لہٰذا انسان کو تربیت کی ضرورت ہے، یہاں ایسی ضرورت مراد ہے جس کے بغیر کوئی شئے اپنے کمال کو نہیں پہنچ سکتی۔ انسانی تربیت کی ضرورت کے بارے میں قرآن اور فرامین معصومین میں بھی تاکید کی گئی ہے۔

امام خمینیؒ نے بھی اپنی بہت سی تحریروں اور بیانات میں انسانی تربیت کے ضروری ہونے کی تاکید کی ہے اور بہت سے مقامات پر انسان میں چھپے ہوئے کمالات کو نکھرانے اور منصہ شہود میں لانے کے لئے تربیت اور تزکیہ نفس کرنے کی ضرورت پر زور دیا ہے اور ان کے بغیر انسان کی ہلاکت اور نابودی کو یقینی قرار دیا ہے۔

امام خمینیؒ کے نزدیک انسان بچپن سے لے کر بڑھاپے تک تربیت کا محتاج ہے اور تمام انبیائے کرام انسانوں کی تربیت کے لئے مبعوث ہوئے ہیں اور انسان کے لئے کمالات تک پہنچنے کے لئے انبیائے کرامؑ کی پیروی کرنا اور اُن کی زیر تربیت رہنا ضروری ہے۔

مقدمہ

انسان اللہ تعالی کی حیرت انگیز مخلوق اور اُس کی قدرت کی بلند ترین نشانی ہے۔ انسان تمام الٰہی کمالات وصفات کی استعداد لے کر خلق ہوا ہے تاکہ وہ خلیفۂ الٰہی کے مقام تک پہنچ سکے اور انسان کی یہ استعداد بغیر تربیت کے عملی شکل اختیار نہیں کر سکتی۔ تعلیم وتربیت کی اہمیت کے بعد انسانی تربیت کی ضرورت کا موضوع بھی خاصی اہمیت رکھتا ہے۔ اس سے پہلے کہ ہم اصل بحث کو شروع کریں، ضرورت کا معنیٰ ذکر کرنا ضروری ہے۔ لغت میں ضرورت "واجب، لازم، ناچاری اور اضطرار" کو کہتے ہیں۔ یہاں ہماری مراد ایسی ضرورت ہے کہ جس کے بغیر کوئی زندہ شئے اپنے کمال تک نہیں پہنچ سکتی اور اُسے اپنے تکامل کے لئے اس ضرورت کو پورا کرنا پڑتا ہے۔ ہمارا موضوع تعلیم وتربیت ہے تو کیا انسان کو تعلیم وتربیت کی ضرورت ہے یا نہیں؟ کیا وہ تعلیم وتربیت کے بغیر اپنے مطلوبہ کمال تک پہنچ سکتا ہے یا نہیں؟

اس سوال کا جواب دیتے ہوئے تمام ماہرین تعلیم وتربیت نے انسان کی تعلیم اور تربیت پر زور دیا ہے۔ جس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ انسان بھی کائنات کی بہت سی دوسری چیزوں کی طرح تبدل و تغیر کا محتاج ہوتا ہے اور اس میں ایک حالت سے دوسری حالت میں تبدیل ہونے کی مکمل صلاحیت واستعداد پائی جاتی ہے۔ انسان کائنات کی اُن مخلوقات کی مانند نہیں ہے جو تکویناً کامل اور ایک جیسی حالت میں ہیں اور جن میں اپنی خلقت کے بعد کسی قسم کی تبدیلی اور تغیر کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی اُن پر مزید کام کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہم سمندروں، دریاؤں، پہاڑوں کو دیکھتے ہیں کہ جو تکویناً بنے بنائے ہمیں ملے ہیں اور جس حال میں ہیں، اسی

1۔مدیر مجلّہ سہ ماہی "نور معرفت" نور الہدیٰ مرکز تحقیقات (نمت) بھارہ کہو، اسلام آباد

حال میں انسان ان سے استفادہ کرتا ہے۔ لہٰذاانسان کو بھی چاہیے کہ وہ ان کی اسی حالت کو برقرار رکھے اور ان میں کسی قسم کی تبدیلی نہ لائے تاکہ ان سے بہتر استفادہ کرسکے۔

لیکن کائنات کی بعض ایسی چیزیں بھی ہیں کہ جو اپنی خلقت کے بعد مزید کچھ بننے کی صلاحیت رکھتی ہیں اور ان پر مزید کام کرکے اُنہیں بہتر بنایا جاسکتا ہے اور ان سے بہتر استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ آیت اللہ مطہری شہید اس کی مثال دیتے ہوئے لکھتے ہیں: ''سونا ایک معدنی عنصر ہے جسے انسان کے استفادے کے لئے مزید بہتر بنانے کی ضرورت پڑتی ہے اگر اُسے اپنی اصلی حالت میں ہی رکھا جائے تو قابل استفادہ نہیں ہے۔ لہٰذا سونے پر سنار کام کرتا ہے اور اسے بناتا ہے اور زیور کی شکل میں لاتا ہے، تب انسان اس کو استعمال میں لاسکتا ہے اور اس کے بعد اس کی قدر و قیمت میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔'' (1)

اسی طرح کائنات میں موجود اور بھی بہت سی چیزوں کی مثالیں دی جاسکتی ہیں۔ لیکن ہماری بحث انسان کے بارے میں ہے کہ آیا انسان اُن مخلوقات میں سے ہے کہ جس پر خلقت کے بعد کسی اور کام کی ضرورت نہیں ہوتی یا انسان کو بھی دنیا میں آنے کے بعد بنانے، سنوارنے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ وہ اپنی اس دنیوی حیات اور زندگی سے بہتر استفادہ کرسکے اور اپنے مطلوبہ تکامل کو پہنچ سکے۔

یہ بات واضح ہے کہ جس قدر انسان میں تبدیلی اور تحول لایا جاسکتا ہے، کسی اور چیز میں نہیں لایا جاسکتا۔ انسان تحول اور تغیر پذیر مخلوق ہے، اس میں تبدیل اور متغیر ہونے کی پوری صلاحیت موجود ہے۔ لہٰذا انسان کو بہتر سے بہتر زندگی گزارنے یا اپنے کمال تک پہنچنے کے لئے اپنے آپ کو تبدیل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اور اس میں یہ تبدیلی تعلیم وتربیت ہی کے ذریعے لائی جاسکتی ہے۔ انسان یا تو دوسروں کے زیر نظر بنتا، سنورتا ہے اور تکامل کا راستہ طے کرتا ہے یا خود سازی اور اپنی انسانیت کی تعمیر کے ذریعے کمال کی منزلیں طے کرتا ہے۔ اس کو اخلاق بھی کہتے ہیں اور تعلیم وتربیت بھی۔ انسان اخلاق اور تعلیم وتربیت کے مراحل طے کرکے ہی کمال کی منزل تک پہنچ سکتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں انسان ایک خام مادہ ہوتا ہے جسے قابل استفادہ بنانے کے لئے تعلیم وتربیت کے مرحلے سے گزارنا پڑتا ہے اور اُسے اخلاق حسنہ سے آراستہ کرنا پڑتا ہے تاکہ وہ اپنے لئے اور اپنے معاشرے کے لئے قابل استفادہ ہوسکے۔

اگر انسان اور حیوان کے درمیان موازنہ کیا جائے تو اللہ تعالی کی ان دونوں مخلوقات کے درمیان زمین سے آسمان کا فرق ہے۔ نہ فقط حیوان بلکہ انسان کے علاوہ ہر دوسری چیز بنی بنائی اس دنیا میں آتی ہے جو قابل استفادہ ہوتی ہے۔ انسان متمدن ہے اور تہذیب وتمدن کے زیر سایہ زندگی گزارتا ہے۔ اس کے مقابلے میں حیوان متمدن نہیں ہوتا اور انسان کے تابع ہوتا ہے اور اپنی جبلت میں ہی بنابنایا ہوتا ہے۔ البتہ انسانوں کے ساتھ رہنے کے لئے اسے بھی اہلی بنانا پڑتا ہے، لیکن یہ بھی انسان کی ضرورت ہے تاکہ وہ حیوان سے استفادہ کرسکے اور اُسے اپنے ساتھ ہم آہنگ رکھ سکے ورنہ حیوان جنگل میں بغیر کسی تعلیم وتربیت کے اپنی جبلت کے تحت زندگی گزارتا ہے۔

فرامین معصومین علیہم السلام اور انسانی تربیت

اسلامی تعلیمات میں تعلیم وتربیت کی ضرورت کے بارے میں بہت کچھ نقل ہوا ہے، چنانچہ جہاں بھی انبیائے کرامؑ کے مبعوث ہونے کا تذکرہ ہوا ہے وہاں تعلیم وتربیت اور انسانی تزکیہ کو اِن الٰہی نمائندوں کا بنیادی ترین لائحۂ عمل قرار دیا گیا ہے۔ جیساکہ سورہ جمعہ کی دوسری آیت میں فرمایا ہے:

'' هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ۔ ''

ترجمہ: ''وہی ہے جس نے اَن پڑھ لوگوں میں انہی میں سے ایک (باعظمت) رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو بھیجا وہ اُن پر اُس کی آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں اور اُن (کے ظاہر و باطن) کو پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے ہیں، بیشک وہ لوگ اِن (کے تشریف لانے) سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔ (2)

لہٰذا گمراہی اور ضلالت سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے انسانوں پر فرض کیا ہے کہ وہ اپنے اختیار کے ساتھ انبیائے کرام علیہم السلام کی تعلیمات اور سیرت کی پیروی کرتے اُن کی طرف سے دیئے گئے الٰہی احکامات کی پیروی کریں اور اس مقصد کے لئے اُنہیں جس قدر بھی کوشش اور زحمت کرنی پڑے کریں تاکہ الٰہی تعلیم وتربیت کے ذریعے وہ انسانیت کے مطلوبہ مقام و مرتبے تک پہنچ سکیں۔ کیونکہ انسانی جبلتوں کی سر کشی، ظلمت و جہالت اور نفسانی خواہشات کو صحیح اور الٰہی تربیت کے بغیر کسی اور طریقے سے مہار نہیں کیا جاسکتا ہے لہٰذا صحیح تربیت انسان کی بنیادی ترین ضرورت ہے۔ اسی ضرورت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

"يَا أَسْرَى الرَّغْبَةِ أَقْصِرُوا فَإِنَّ الْمُعَرِّجَ عَلَى الدُّنْيَا لَا يَرُوعُهُ مِنْهَا إِلَّا صَرِيفُ أَنْيَابِ الْحِدْثَانِ أَيُّهَا النَّاسُ تَوَلَّوْا مِنْ أَنْفُسِكُمْ تَأْدِيبَهَا وَ اعْدِلُوا بِهَا عَنْ ضَرَاوَةِ عَادَاتِهَا"

یعنی: "اے حرص و طمع کے اسیرو! باز آجاؤ کیونکہ دنیا پر ٹوٹنے والوں کو حوادث زمانہ کے دانت پیسنے ہی کا اندیشہ کرنا چاہیے۔ اے لوگو! خود اپنی اصلاح کا ذمہ لو اور اپنی عادتوں کے تقاضوں سے منہ موڑ لو۔" (3)

اسی طرح امام علیہ السلام اُن لوگوں کی تربیت کو بھی ضروری سمجھتے ہیں جو دوسروں کی پیشوائی اور تربیت کی ذمہ داری قبول کرتے ہیں۔ لہٰذا فرماتے ہیں:

"مَنْ نَصَبَ نَفْسَهُ لِلنَّاسِ إِمَاماً فَلْيَبْدَأْ بِتَعْلِيمِ نَفْسِهِ قَبْلَ تَعْلِيمِ غَيْرِهِ وَ لْيَكُنْ تَأْدِيبُهُ بِسِيرَتِهِ قَبْلَ تَأْدِيبِهِ بِلِسَانِهِ وَ مُعَلِّمُ نَفْسِهِ وَ مُؤَدِّبُهَا أَحَقُّ بِالْإِجْلَالِ مِنْ مُعَلِّمِ النَّاسِ وَ مُؤَدِّبِهِمْ۔"

یعنی: "جو لوگوں کا پیشوا بنتا ہے تو اُسے دوسروں کو تعلیم دینے سے پہلے اپنے کو تعلیم دینا چاہیے اور دوسروں کو زبان سے درس اخلاق دینے سے پہلے اپنی سیرت و کردار سے تعلیم دینا چاہیے اور جو اپنے نفس کی تعلیم و تادیب کرلے، وہ دوسروں کی تعلیم و تادیب کرنے والوں سے زیادہ احترام کا مستحق ہے۔" (4)

امام خمینیؒ اور انسانی تربیت کی ضرورت

انسان کی حقیقت، ایک ملکوتی حقیقت ہے اور انسان بہت سے مراتب طے کرنے کے بعد تنزل کرتے ہوئے اس خاکی مرتبے تک پہنچا ہے اور پست ترین مراتب پر آکر رکا ہے، لیکن تربیت کے ذریعے وہ اپنی حقیقت ملکوتی کو پا سکتا ہے اور الٰہی صفات اور کمالات کو حاصل کرسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی اسی حالت کی یاددہانی کرتے ہوئے قرآن مجید میں فرمایا ہے:

"لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ۔ ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِينَ۔ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ۔"

یعنی: "بیشک ہم نے انسان کو بہترین (اعتدال اور توازن والی) ساخت میں پیدا فرمایا ہے۔ پھر ہم نے اسے پست سے پست تر حالت میں لوٹا دیا۔ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے تو ان کے لئے ختم نہ ہونے والا (دائمی) اجر ہے۔" (5)

امام خمینیؒ انسانی تربیت کے مراحل کے بارے میں کہتے ہیں:

"انسانی تربیت کے مراتب عالم طبیعت سے مافوق طبیعت تک ہیں، یہاں تک کہ وہ مقام الوہیت تک جا پہنچتا ہے۔ عالم طبیعت سے لے کر ایسے مقام تک انسان مراحل طے کرسکتا ہے کہ جس کو خدا کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ یہ مخلوق (انسان) صحیح تربیت کے ذریعے اس عالم طبیعت سے نکل کر معنویات (کے تمام بلند ترین مقامات) کو حاصل کرسکتی ہے اور خلیفۂ الٰہی کے مقام تک پہنچ سکتی ہے۔" (6)

حضرت امام خمینیؒ کے افکار اور بیانات میں انسان کی اس ضرورت کی طرف خصوصی توجہ دی گئی ہے اور انسان کو تعلیم و تربیت کا محتاج قرار دیا گیا ہے۔ امام خمینیؒ ایک فیلسوف ہیں اور وہ انسان کو اُن مخلوقات میں سے قرار نہیں دیتے جو اپنی ماہیت میں اور اپنی کیفیت

و کمیت کے اعتبار سے بنی بنائی خلق ہوتی ہیں، بلکہ دوسرے فلاسفہ کی مانند امامؒ کے نزدیک بھی انسان ایک ایسی مخلوق ہے جو اپنی ماہیت میں تربیت کی محتاج ہے اور جسے اس دنیا میں رہ کر کمال کی منازل طے کرنی ہیں اور اپنے اندر تحول و تبدل کے ذریعے تکامل کا راستہ طے کرنا ہے۔ لہٰذا انسان اپنی پیدائش کے بعد تربیت اور تعلیم کا محتاج ہے اور اُسے کسی ایسے مربی کی ضرورت ہے جو اس کی تکامل کے راستے کی طرف رہنمائی کرے۔ امام خمینیؒ کی مختلف تحریروں اور بیانات میں انسان کی اس ضرورت کی طرف واضح اشارے ملتے ہیں اور امامؒ اپنے بیانات میں تمام انسانوں کے لئے تعلیم وتربیت کی ضرورت پر تاکید کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

انسان، علم وتربیت کا محتاج ہے

انسان کے اندر بالقوہ کمالات ہیں، جن کو کشف کرنے اور نکھارنے کی ضرورت ہے اور یہ ضرورت تعلیم وتربیت ہی کے ذریعے پوری ہو سکتی ہے اور تربیت کے ذریعے انسان کی چھپی ہوئی صلاحیتیں نکھر سکتی ہیں۔ اور پھر انسان کی فطرت میں ان تمام کمالات کی طرف راہنمائی بھی موجود ہے کہ جن کی ہر ایک انسان کو ضرورت پڑتی ہے، البتہ ضرورت اس بات کی ہے کہ انسان ان کمالات کو مرتبہ بالقوہ سے مرتبہ بالفعل تک پہنچانے کیلئے کوشش اور جدوجہد کرے۔ انسان کی اسی فطری صلاحیت کی وضاحت کرتے ہوئے امام خمینیؒ کہتے ہیں:

"اس عالم ہستی سے تعلّق رکھنے والے تمام موجودات میں صرف انسان ہی کو کچھ خصوصیات حاصل ہیں کہ جو دوسرے تمام موجودات کو حاصل نہیں۔ ایک خصوصیت اس کی باطنی دنیا ہے۔ دوسری خصوصیت اس کا عقلمند ہونا ہے اور اس کی عقل سے بڑھ کر اس کی ایک اور خصوصیت بھی ہے اور وہ یہ کہ اس میں تمام کمالات بالقوہ ہیں۔ اس کی فطرت میں اس بات کی صلاحیت ہے کہ انسان اس فطرت کے سائے میں اس عالم ہستی کی سیر کرے اور اس مقام تک پہنچے کہ جہاں ہمارا وہم و گمان بھی نہیں پہنچ سکتا۔ لیکن ان مدارج کو طے کرنے کیلئے انسان تربیت کا محتاج ہے۔" (7)

امام خمینیؒ انسان کی اسی ضرورت کے پیش نظر تعلیم بالغاں اور ریڈ کراس کے عہدہ داروں کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں:

" آپ جن کو تعلیم دے رہے ہیں انشاء اللہ کہ آپ کامیاب ہو جائیں۔ ایسا نہ ہو کہ ان کی تربیت سے غفلت کریں۔ تربیت سے غافل نہ رہیں۔ انسان نصیحت کا محتاج ہے، تربیت کا محتاج ہے۔ جب تک زندہ ہے تربیت ونصیحت کا نیاز مند ہے۔ علم کو تربیت کے ساتھ (ملا دیں) یہ دو پر ہیں کہ انسان ان دونوں کے ساتھ ہی خدا کی جانب سفر کر سکتا ہے۔" (8)

حوزہ علمیہ قم کے اساتذہ کے مرکزی ادارے جامعہ مدرسین کے اعضاء اور یونیورسٹی کے اساتذہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے بھی امامؒ انسان کی اس بنیادی ضرورت پر تاکید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

" اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کا ملک آیندہ ایک نورانی ملک ہو تو ان (جوانوں) کی تربیت کریں جو دینی حوزوں اور مراکز میں ہیں یا جہاں پر آپ درس دے رہے ہیں اور جو ادھر داخل ہوئے ہیں۔ ان کی ایسی تربیت کریں کہ وہ اس عالم (مادی) سے ہجرت کریں اور یہاں کے ماورائے مادیت پر توجہ دینے لگیں، روحانی بن جائیں، یعنی خود روح ہو جائیں یعنی ماورائے طبیعت کی طرف توجہ رکھتے ہوں۔ شروع سے ہی جو قدم اٹھایا جائے اسی عالم (روحانیت) کی طرف اٹھایا جائے۔ جب ایسا ہوگا تو دنیا کے معاملات بھی صحیح ہو جائیں گے۔ وہ شخص جو اپنے معنوی پہلوؤں کی تقویت کرلیتا ہے وہ شخص طبیعی پہلوؤں میں بھی مضبوط ہو جاتا ہے۔" (9)

عدم اصلاح کی صورت میں نابودی

امام خمینیؒ حوزہ علمیہ نجف اشرف میں دینی طلاب کو درس اخلاق دیتے ہوئے انسانی تربیت کی ضرورت پر تاکید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''میں اب اپنی زندگی کے آخری ایام گزار رہا ہوں اور جلد یا دیر آپ کے درمیان سے چلا جاؤں گا، لیکن اگر آپ نے اپنی اصلاح نہیں کی تو تاریک مستقبل اور سیاہ دنوں کی آپ کیلئے پیشنگوئی کر رہا ہوں۔ اگر آپ نے اپنے آپ کو اخلاقی طور پر مہذب نہیں بنایا، اگر آپ نے اپنی زندگی اور درس و تعلیم میں نظم وضبط کو حاکم نہیں بنایا تو آنے والے وقت میں آپ خدانخواستہ نابود و فنا ہو جائیں گے۔''(10)

نفس کی تربیت نہ کرنے کے نتائج

انسان اگر اپنی اس فطری ضرورت (یعنی تربیت) کی طرف توجہ نہ دے تو اسے خطرناک نتائج کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور وہ دنیا وآخرت کے خسارے سے دوچار ہو جاتا ہے، بے تربیتی کے ان شوم نتائج کی طرف امامؒ یوں اشارہ کرتے ہیں:

''اگر ہم صراط مستقیم پر قدم نہ اٹھائیں، اپنے نفس اور معلومات کو مہار نہ کریں اور اس راہ میں اپنی نفسانی خواہشات کا گلا نہ گھونٹیں تو علم جتنا بھی زیادہ ہوتا جائے گا انسان، انسانیت سے دور ہوتا چلا جائے گا اور ایسی صورت میں انسان کا صراط مستقیم کی طرف لوٹنا مشکل تر ہو جائے گا۔''(11)

مادی ومعنوی دونوں پہلوؤں میں تربیت کی ضرورت پر تاکید کرتے ہوئے امام خمینیؒ بابل شہر کے ورزش کاروں اور تعلیمی عملہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

'' جس طرح انسانوں کے معنوی پہلوؤں کے لئے کچھ تعلیمات ہیں اسی طرح ان کے ظاہری اور مادی زاویوں کے لئے کچھ تعلیمات ہیں۔ اگر یہ دونوں آپس میں جمع ہو جائیں توانسان حقیقی معنیٰ میں انسان بن جاتا ہے۔ میں اس بات سے خوش ہو کہ کچھ حضرات معنوی جہات کی تقویت کر رہے ہیں اور کچھ افراد مادی تقاضوں میں تربیت دے رہے ہیں۔ امید ہے کہ وہ مادی ومعنوی دونوں پہلوؤں کو جمع کر پائیں گے۔ آپ محترم اساتذہ !ان عزیز ورزش کاروں کی ان دونوں پہلوؤں کی تقویت کریں۔ اسی طرح ملک کے تمام لوگوں میں اگر ان دونوں پہلوؤں کی تقویت ہو جائے۔ معنوی پہلو ان معنوی تعلیمات کے ذریعے جو اسلام لے آیا ہے اور مادی پہلو کی ان ہی طریقوں کے تحت جو ضروری ہیں تو یقیناً یہ قوم سعادت مند ہو جائے گی۔''(12)

زمانہ طفولیت سے تربیت کا آغاز

انسانی تربیت کا آغاز انسان کے بچپن سے ہوتا ہے ،اور انسان کی تربیت کا بہترین زمانہ بچپن ہی ہے اگر بچپن میں انسان کی تربیت نہ ہو تو جوانی اور بڑھاپے میں تربیت بہت مشکل ہو جاتی ہے، اسی لئے دینی تعلیمات کے مطابق بچپن انسان کی تربیت کا بہترین زمانہ ہے اسی ضرورت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امام خمینیؒ دینی اساتذہ کی ایک نشست سے خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''آپ اگر ان بچوں کی اس طرح تربیت کر سکیں کہ روز اول سے ہی وہ خدا کی رضا مد نظر رکھنے والے بن جائیں اور ان کی توجہ خدا کی طرف ہو جائے۔ تو آپ ان بچوں کے اندر خدا کی عبودیت اور خدا سے تعلق پیدا کر دیں گے، کیونکہ بچے ان باتوں کو جلدی اپنا لیتے ہیں۔ اگر آپ نے خدا کی بندگی، دینی تربیت اور جو کچھ خدا کی جانب سے ہے، ان کو سمجھا دیا اور یہ انہیں اپنالیں تو آپ (سمجھ لیجئے کہ) آپ نے معاشرے کی بہت بڑی خدمت کی ہے۔''(13)

ایک دوسری جگہ نوجوانوں کی تربیت کے لازمی ہونے کی تاکید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''پہلی بات تو یہ ہے کہ (آپ ایسی تربیت کریں) کہ ہمارے یہ نوجوان اچھے اور نیک بن جائیں۔ یہ نوجوان جو مستقبل میں اس مملکت کے نگہبان اور اسے چلانے والے ہیں تو لازمی ہے کہ ان کی صحیح تربیت اور اصلاح کی جائے۔''(14)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

''نوجوان جو عالم ملکوت کی طرف پرواز کیلئے پر عزم اور باحوصلہ ہوتے ہیں اور ان کے نفوس دوسروں سے زیادہ پاک ہوتے ہیں، چنانچہ اگر وہ تہذیب نفس کے لئے کوشش نہ کریں اور (معنوی) تربیت کے مطابق زندگی نہ گزاریں تو وہ ہر قدم جو اپنی منزل کی طرف اٹھائیں گے اور ان کی زندگی کا آفتاب جتنا جتنا اپنے غروب کی طرف سفر کرتا جائے گا تو نہ صرف یہ کہ وہ ملکوت اعلیٰ سے دور ہوتے جائیں گے، بلکہ ان کے قلوب پر کدورتوں کی تہہ دبیز ہوتی جائے گی۔ چنانچہ تربیت کو ابتدا ہی سے شروع کرنا چاہیے اور زمانہ طفولیت سے ان کو پاکیزہ انسانوں کی تربیت کے زیر سایہ اپنی زندگی کا آغاز کرنا چاہیے۔ زمانہ طفولیت کے بعد بھی یہ نوجوان جہاں جائیں ایک تہذیب یافتہ مربی کے زیر تربیت رہیں۔ چونکہ انسان اپنی زندگی کے آخری لمحات تک تربیت کا محتاج ہے۔'' (15)

انبیائے کرامؑ اور انسانی تربیت کی ضرورت

اللہ تعالیٰ نے انسان کی اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے انبیائے کرام کو مبعوث فرمایا ہے تاکہ وہ انسان کی تربیت کرکے اُسے اپنے مطلوبہ کمال تک پہنچائیں۔ لہٰذا امامؒ کے نزدیک انسان کو انبیائے کرام کی تربیت اور تعلیم سے بہرہ مند ہونا چاہیے اور کسی بھی صورت اُن الٰہی انسانوں کی تعلیمات سے منہ نہیں موڑنا چاہیے:

''یہ طاغوتی اور شیطانی مخلوق (انسان) اگر انبیاء کے سائے تلے پروان نہ چڑھے اور ان کی تعلیم وتربیت کے مطابق زندگی نہ گزارے تو اس شخص میں اور اس شخص میں کوئی فرق نہیں کہ جو عملاً دنیا کو لوٹ رہا ہے۔ فرق یہ ہے کہ یہ لوٹ مار اس کے امکان سے باہر ہے اور وہ عملاً لوٹ رہا ہے۔'' (16)

ایک دوسری جگہ (بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکارِمَ الاَخْلاق) کا مفہوم بیان کرتے ہوئے اور انسانوں کی تربیت میں انبیائے کرام کے بنیادی کردار کے بارے میں فرمایا: ''خدا کے پیغمبر اس لئے مبعوث ہوئے ہیں کہ آدمی کی تربیت کریں، انسان کو انسان بنائیں۔ بشر کو برائیوں، گندگیوں، فساد اور اخلاقی رذائل سے دور کردیں اور فضائل اور آداب حسنہ سے آشنا کریں۔'' (17)

ہر عالم اور دانشمند کسی نہ کسی موضوع کے بارے میں بحث وگفتگو کرتا ہے اور ہر ایک علم کا ایک موضوع ہوتا ہے، اسی اصول کو مد نظر رکھتے ہوئے امام خمینیؒ انبیائے کرامؑ کے علم کے موضوع کے بارے میں کہتے ہیں:

''اگر ہر علم کا کوئی موضوع ہے... تو تمام انبیاء کے علم کا بھی موضوع انسان ہے... وہ آئے ہیں تاکہ انسان کو تربیت دیں۔ آئے ہیں تاکہ اس طبیعی موجود کو مرتبہ طبیعت سے ماورائے طبیعت کے عالی مرتبے اور مافوق الجبروت تک پہنچا دیں۔'' (18)

تربیت کے بغیر انسان کا بے لگام ہونا

اگر انسان کی تربیت نہ ہو اور وہ کسی مربی کے زیر سایہ زندگی کے آداب نہ سیکھے تو وہ حیوانات سے بھی بدتر ہو سکتا ہے، جس کی مثالیں ہماری معاصر دنیا میں بھی دیکھی جا سکتی ہیں۔ ایک بے تربیت انسان معاشروں کو جس قدر نقصان پہنچاتا ہے، اس قدر کوئی حیوان اور درندہ بھی نہیں پہنچاتا۔ انسان کی اسی کمزوری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امام خمینیؒ فرماتے ہیں:

''انسان پہلے ایک حیوان ہے، بلکہ حیوانات سے زیادہ بدتر۔ اگر انسان اپنی خواہشات نفسانی کے سائے میں پروان چڑھے اور یونہی آگے بڑھے تو درندگی، شہوت اور شیطنت میں کوئی حیوان انسان کے مثل نہیں ہو سکتا ہے۔ دوسرے حیوانات کی شیطنت، شہوت اور درندگی محدود ہے۔ انسان ایک ایسا موجود ہے جو اپنی خلقت کے اعتبار سے دیگر تمام موجودات سے بالاتر مقام کا حامل ہے لیکن دوسری طرف اس کی شہوت، غیض وغضب اور شیطنت ہے کہ ان کی بھی کوئی حد نہیں ہے۔

آپ دیکھتے ہیں کہ (فرض کریں کہ) ایک انسان اگر ایک گھر کا مالک بن جائے تو وہ دوسرے گھر کی تلاش میں چل پڑتا ہے۔ اگر پوری دنیا اس کے قبضہ قدرت میں ہو تب بھی وہ اس فکر میں ہے کہ چاند پر بھی قبضہ کرلے اور مریخ پر بھی تسلّط جمالے۔ نہ اس کی ہوس کی کوئی حد ہے اور نہ اس کی شہوت کی کہ ایک مقام پر جا کر سیر ہوجائے۔ ایک مقام مل جائے تو دوسرے مقامات کی تلاش میں، دس مرتبے مل جائیں تو سو کی تلاش میں سرگردان رہتا ہے اور نہ اس کی لالچ کا دریا آرام پانے والا ہے کہ ایک ملک، دو ملک اور دس ممالک پر قانع ہوجائے۔ انبیاء اسی لیے آئے ہیں کہ اس کی خواہشات کو محدود کریں، یعنی اسے لگام دیں۔ یہ بے لگام حیوان کسی بھی محدودیت کا قائل نہیں ہے۔ انبیاء اگر اسے آزاد چھوڑ دیں اور اس کی تربیت نہ کریں تو اس کی کوئی حد نہیں ہے۔ یہ تمام چیزوں کو اپنے لیے ہی چاہتا ہے اور تمام چیزوں کو اپنے مقصد کیلئے قربان کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتا۔ انبیاء کی آمد کا مقصد یہی ہے کہ اس بے لگام حیوان کو لگام دیں اور قوانین کے زیر سایہ لے آئیں اور جب یہ قابو میں آجائے تو اسے راہ ہدایت دکھائیں تاکہ اس کی صحیح تربیت ہوسکے، ایک ایسی تربیت کہ جس کے ذریعہ سے وہ اپنے ممکنہ کمالات کی آخری منزل کو پاسکے کہ جو ہمیشہ اس کیلئے سعادت ہے۔'' (19)

اختلاف ونزاع کی وجہ

انسانی معاشروں میں اختلاف اور نزاع کی سب سے بڑی وجہ انسان کا بے تربیت ہونا ہے، ایک مہذب انسان کبھی بھی اختلاف اور نزاع کی وادی میں قدم نہیں رکھتا۔ امام خمینیؒ کے نزدیک انسانوں کی تمام مشکلات کا سبب اُن کا بے تربیت اور غیر مہذب ہونا ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''اگر ہم اپنی تربیت کرلیں تو ہماری تمام مشکلات دور ہوجائیں گی۔ ہماری تمام تر مشکلات اسی لیے ہیں کہ ہماری تربیت نہیں ہوئی ہے اور ہم خدا کی پسندیدہ تربیت اور اسلام کے پرچم تلے جمع نہیں ہوئے ہیں۔ دراصل یہ تمام اختلافات ونزاع جو آپ دیکھ رہے ہیں اور ہماری قوم کے خلاف ہونے والی یہ تمام سازشیں یہ سب صرف اسی لیے ہیں کہ (انسان کی) نہ تو تربیت کی گئی ہے اور نہ تزکیہ وتہذیب نفس۔'' (20)

پوری اُمت مسلمہ کو تربیت کی ضرورت ہے

امام خمینیؒ نے دنیا کے بے تربیت انسانوں کے خلاف قیام کیا ہے تاکہ وہ اپنی قوم اور ملت کو اسلامی اور الٰہی تربیت کے سائے میں پروان چڑھائیں اور اُنہیں دنیوی اور اُخروی سعادت کا راستہ دکھائیں، وہ اسلامی جمہوریہ کے قیام کا سب سے بڑا مقصد اپنی قوم وملت کی تربیت وتزکیہ قرار دیتے ہیں اور پوری ایرانی قوم بلکہ پوری اُمت مسلمہ کی الٰہی تربیت پر تاکید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اسلامی جمہوریہ (ایران) کو بھی (معنوی) تربیت اور تزکیہ نفس کی ضرورت ہے۔ ہماری قوم کے تمام طبقات اور تمام اقوام عالم، (معنوی) تربیت اور تزکیہ نفس کے محتاج ہیں اور ان سب کو انبیاء کی بلند پایہ تعلیمات کی ضرورت ہے۔'' (21)

سب سے بڑا شیطان، نفس کا شیطان ہے

امامؒ بحیثیت معلم اخلاق، انسان کے نفس کو انسان کا سب سے بڑا دشمن سمجھتے ہیں اور اُسے اپنے نفس امارہ پر قابو پانے کی ترغیب دلاتے ہیں۔ نفس امارہ کو قابو میں رکھنے اور مہار کرنے کا سب سے بڑا وسیلہ تربیت ہے، وہ بھی الٰہی اور دینی تربیت۔ تربیت یافتہ انسان اور تزکیۂ نفس کے مراحل سے گذارا ہوا انسان کبھی بھی نفس امارہ کے چنگل میں نہیں پھنستا اور نہ ہی نفس کے شیطان سے مغلوب ہوتا ہے۔ اس مطلب کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

'' انسان ایک ایسی مخلوق ہے کہ اگر اسے لگام نہ دی جائے، اور وہ اپنی خواہشات نفسانی کے مطابق پروان چڑھے اور ایک جنگلی گھاس کی مانند گلستان حیات میں قدم رکھے یا پھر اس کی تربیت نہ ہو تو وہ ماہ وسال کی جتنی بھی سیڑھیاں چڑھے گا یا مقام ومنصب کے جتنے بھی

درجات طے کرے گا وہ روحانی طور پر تنزل ہی کرتا رہے گا اور اس کی معنویت اور باطنی دنیا، شیطان اکبر جو نفس کا شیطان ہے، کے تصرف واختیار میں چلی جائے گی۔" (22)

تعلیمی نصاب میں اخلاق کا سر فہرست ہونا

انسانوں کی تربیت کے لئے نصاب کی ضرورت ہے، ایسا نصاب جو انسان کو بچپن ہی سے انسان بنائے اور اس کی تہذیب نفس کا راستہ ہموار کرے۔ کسی قوم وملت کا نصاب اُس کی تربیت کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔ اگر تعلیم وتربیت کا نصاب انسانی قدروں اور اخلاقی معیار کے مطابق نہ ہو تو وہ قوم مہذب نہیں بن سکتی۔ یہ غلط نصاب اور اخلاق قدروں سے گرا ہوا نظام تعلیم ہی تھا جس کی وجہ سے انقلاب اسلامی سے پہلے کی ایرانی قوم اغیار کی غلام بنی ہوئی تھی، لیکن انقلاب اسلامی کے بعد نصاب میں بنیادی تبدیلیوں نے تیس دہائیوں کے بعد ایرانی قوم کو دنیا کی سربلند ترین اقوام میں لا کھڑا کیا ہے۔ امام خمینیؒ، شاہی دور کے نصاب کی خامیاں بیان کرنے کے بعد اسلامی تربیت کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے کہتے ہیں:

"اسلام اور ہماری مملکت نے ان افراد کے قلم وزبان سے جو اسلام کے پابند نہیں تھے اور منحرف تھے، اتنے نقصانات اٹھائے ہیں کہ جتنے اسلحے، محمد رضا (شاہ ایران) اور اس کے باپ سے بھی نہیں اٹھائے۔ یہ تمام نقصانات معنوی اور روحانی ہیں اور روحانی ومعنوی نقصان مادی وجسمانی ضرر سے زیادہ تکلیف دہ ہوتا ہے۔ اگر کسی صاحب علم نے اپنا تزکیہ نفس نہ کیا ہو، اگرچہ وہ اسلامی احکامات کا عالم ہی کیوں نہ ہو، اگرچہ وہ علم توحید ہی کا عالم کیوں نہ ہو، اگر اس نے تہذیب نفس نہ کی ہو تو وہ خود اپنے لیے، اپنے ملک وملت اور اسلام کیلئے نہ صرف یہ کہ سودمند نہیں، بلکہ الٹا نقصان دہ ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ اسلام اور اپنی قوم کی خدمت کریں اور استعماری طاقتوں اور ان سے وابستہ افراد کے غلام نہ ہوں تو یونیورسٹی، مدرسہ فیضیہ (اور بالعموم تمام دینی مدارس) اور ان دونوں تعلیمی اداروں سے منسلک افراد کے علمی نصاب میں اخلاقی تعلیمات اور تہذیب نفس کو سرفہرست قرار دیں تاکہ مرتضٰی مطہری (رحمۃ اللہ علیہ) جیسے افراد معاشرے کو پیش کر سکیں۔ اگر خدانخواستہ اس کے برخلاف عمل کیا جائے تو اس وقت ان نیک شخصیات کی متضاد شخصیات معاشرے کے حوالے کی جائیں گی اور وہ معاشرے کو برائی اور عوام کو غلامی کی طرف لے جائیں گے۔"(23)

*****

حوالہ جات

1۔ مرتضی مطہری- آشنایی با قرآن، انتشارات صدرا، ۱۴۲۵ھ ج 7- صفحہ 49، تہران

2۔ سورۂ جمعہ، آیت ۲

3۔ سید رضی، نہج البلاغہ (اردو ترجمہ مفتی جعفر حسین)، حکمت: ۵۹، ادارۂ نشر معارف اسلامی، لاہور

4۔ ایضا، حکمت: ۷۳

5۔ سورۂ تین، آیت ۴-۶

6۔ روح اللہ، خمینی، صحیفہ نور، وزارت فرہنگ وارشاد اسلامی ۱۳۷۱ش، ج۶، ص ۲۸۲، تہران

7۔ ایضا، ج ۴، ص ۱۷۵

8۔ روح اللہ، خمینی، صحیفہ امام، مؤسسہ تنظیم ونشر آثار امام خمینی، ۱۳۸۵ش، ج ۱۷، ص ۱۸۶، تہران

9۔ ایضا، ج ۱۹، ص ۳۵۶

10۔ روح اللہ، خمینی، جہاد اکبر یا مبارزہ با نفس ۱۳۶۸ش ص ۶۱

11۔روح اللہ، خمینی، صحیفہ امام، ج۹، ص ۴

12۔ایضا، ج۸، ص ۲۲۲

13۔ایضا، ج ۱۴، ص ۴۰

14۔ایضا، ج ۱۰، ص ۴۳۹

15۔ایضا، ج ۱۴، ص ۱۵۳

16۔ایضا، ۱۳۸۵ش، ج۹، ص ۱۳

17۔روح اللہ، خمینی، جہاد اکبر یا مبارزہ بانفس ص ۱۲

18۔روح اللہ، خمینی، صحیفہ امام، ج۸، ص ۳۲۴

19۔ایضا، ج ۱۱، ص ۴۴۹

20۔ایضا، ج ۱۳، ص ۵۰۷

21۔ ایضا، ص ۵۰۸

22۔ایضا، ج ۱۴، ص ۱۶۹

23۔ایضا، ص ۱۵۲